میری ذات ذرہ بے نِشاں



ریما نُور رِضوان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

میری ذات ذرہ بے نشاں

ریما نور رضوان

!سنو جاناں

کیا ہوں میں

نہ تیرے حوالوں میں

نہ خیالوں میں

نہ سوالوں میں

نہ جوابوں میں

مگر سنو جاناں! صرف تو ہی ہے

میری زیست کے نصابوں میں

سیل فون پر ایس ایم ایس کی ٹون بجی تھی

ہیں یہ سوچ strict امائمہ کا کل ٹیسٹ تھا جی جان سے یاد کر رہی تھی وگرنہ مس رفعت کتنی کر ہی روح کانپ جاتی تھی، میسج آنے کی وجہ سے تسلسل ٹوٹا تھا۔

نہ جانے کون مصیبت مارا ہے روزانہ میسج کرتا ہے عذاب کر دی ہے زندگی۔۔۔کتنے میسج ڈیلیٹ کروں

امائمہ نے میسج پڑھا تو اور بھی جھنجھلا گئی۔

حورین! یہ دیکھ۔۔۔

امائمہ نے حورین کو سیل فون دکھایا۔

حورین یہ انتہائی ڈھیت انسان ہے۔ابھی تک میں نے رپلائی نہیں دیا پھر بھی از خود میسجز کرتا رہتا ہے۔ یار میری پڑھائی متاثر ہو رہی ہے گھر میں کسی کو پتہ چل گیا نا تو خیر نہیں ہے۔ مما ویسے ہی اس موبائل کے سخت خلاف ہیں۔۔

امائمہ فکر مند ہو رہی تھی

یار! حیرت ہے نمبر صرف گھر ہے۔تو نے تو دوستوں کو بھی نہیں دیا پھر کیسے آن ٹپکا یہ رونگ نمبر۔۔۔۔۔۔

حورین بھی پریشان ہو رہی تھی۔

حورین!یار مجھے تو بہت فکر ہو رہی ہے۔یہ ہے کون جسے میری میل کا ایڈریس، ایمو، فیس بک وائبر، وی چیٹ ، ہر جگہ مجھے ڈھونڈ لیتا ہے۔ سچی دل چاہتا ہے موبائل آف کر دوں ۔تا کہ اس رونگ نمبر سے جان چھوٹے۔۔یار ۔پندرہ دن میں میری زندگی کو بالکل مکمل طور پر بے سکون کر دیا ہے۔۔۔۔۔اامائمہ بہت پریشان تھی۔

امائمہ !تو خود پوچھ لے نا کون ہے ۔۔۔؟

حورین نے سوچتے ہوئے دیرینہ آئیڈیا پیش کیا تھا۔۔

ہمممم۔۔اچھا۔۔۔

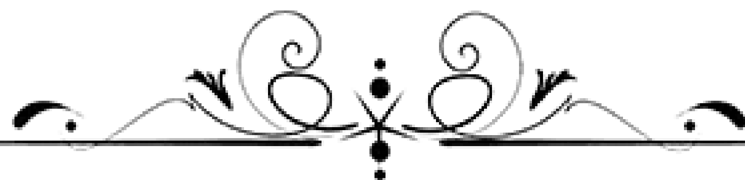
امائمہ غصے سے طنزیہ بولی تھی۔۔

مجھے اپنے گلے میں مصیبتوں کا طوق نہیں ڈالنا۔بن بات کیے سائے کی طرح پیچھے پڑ گیا ہے بات کر لی تو موصوف کچھ ہی دیر میں اماں بہنوں کے ہمراہ یہاں آن دھمکیں گے رشتہ لیکر۔۔۔

امائمہ نے اس آئیڈیے کو مسترد کیا تھا۔

حورین مجھے اس حویلی کے اصول بھی پتہ ہیں ۔میں کبھی بھی اپنی اقدارو روایات نہیں بھولتی۔میرا وجود رسم و رواج کے بندھن میں قید ہے۔باپ کی عزت،بھائی کا مان ،ماں کا اعتبار ہے،تو ہی زندگی حسین و خوبصورت ہے۔۔یار اگر ہم نے ان کی عزت کا مان نہ رکھا،اعتبار توڑا ،عزت کا پاس نہ رکھا نا تو یہ ہی رشتے ایسی ایسی اذیت سے دوچار کر دیں گے کہ زندگی تاریکیوں میں گھیر جائے گی۔عائشہ پھپھو نے کیا کہا تھا۔۔

امائمہ ماضی کے دریچوں میں اترنے لگی تھی۔۔



عائشہ !حماد تجھے بہت چاہتا ہے۔تو اعتبار کیوں نہیں کرتی؟

پلوشے آج پھر حماد کی حمایتی بنی ہوئی تھی

پوری یونی کی لڑکیاں حماد احمد خان پر مرتی ہیں اور وہ تجھ پر۔جہاں تم ہوتی ہو وہیں وہ پایا جاتا ہے۔

پلوشے یار مجھے سب علم ہے اللہ پاک نے عورت میں ایک حس ایسی رکھی ہے کہ وہ خود پر پڑنے والی ہر نگاہ کو پہچان لیتی ہے۔۔

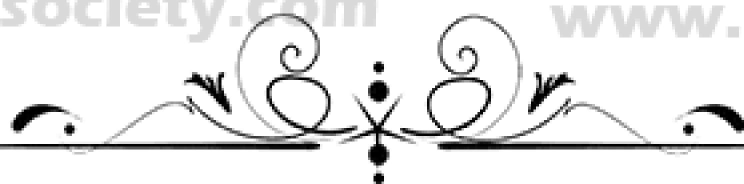
کون سی نگاہ میں عزت ہے ، کون سی نگاہ میں محبت، کون سی نگاہ تقدس پامال کرنا چاہتی ہے یار میں بھی من ہی من میں حماد صاحب کو چاہنے لگی ہوں۔میری روایات و رسومات مجھے کوئی قدم اٹھانے نہیں دیتیں۔میرے بابا عزت کے معاملے میں بہت محتاط رہتے ہیں اور بھائی ایک حرف برداشت نہیں کرتے۔میں ایسی ماحول کی پروردہ ہوں جہاں عزت کے آگے محبت بے معنی سا وجود ہے۔میں چاہ کر بھی حماد کا ہاتھ نہیں تھام سکتی۔بہت خطرناک انجام ہو گا۔اس رشتے اس محبت کا۔مجھ میں نہیں اتنی ہمت کہ میں ایسا کر جائوں۔۔۔۔

عائشہ سنجیدگی سے کہ رہی تھی۔

پلوشے اور وہ یونی کے گراؤنڈ میں گھاس پر بیٹھی تھیں۔دھوپ تو تھی ۔لیکن درختوں نے سایہ کیا ہوا تھا۔گرم ہوائیں چل رہی تھیں۔

درخت کے اوٹ میں ہی حماد احمد خان چھپا دونوں دوستوں کی باتیں سن رہا تھا۔

حماد کا دل خوش کن خیالات سے بھر گیا تھا۔ مسرور ہوکر کچھ سوچا تھا۔



آنٹی ! آپ عائشہ کو بلا کے پوچھ سکتی ہیں وہ اور حماد ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں ۔۔۔

حماد اپنی بہن ہادیہ کے ساتھ آیا تھا عائشہ کے گھر آیا تھا۔حماد کل سے بہت خوش تھا۔

آپ جو کوئی بھی غلط بیانی کر رہی ہیں میری عائشہ ایسی گستاخی کی مرتکب نہیں ہو سکتی۔میری بچی سلجھی ہوئی سمجھدار ہے۔وہ پیار محبت کے چکر میں نہیں پڑ سکتی۔عائشہ کی ماں مریم بیگم پر وثوق تھیں۔

انھیں اپنی بیٹی پر بھروسہ تھا۔

مریم بیگم ہادیہ کی باتوں پر یقین نہیں کر رہی تھیں۔

انٹی آپ کو میری بات کا اعتبار نہیں ناں۔تو آپ عائشہ کو بلا لیں وہ آپ کو خود سچ بتا دے گی۔

ہادیہ نے جھوٹ کو سچ کا لبادہ پہنایا تھا۔

مریم بیگم نے عائشہ کو بلوایا تھا۔

عائشہ حماد کو اپنے گھر میں بیٹھا دیکھ کر چکرا گئی تھی۔

یا اللہ رحم کرنا۔۔کرم کرنا۔۔یہ شخص میری چوکھٹ پر کیا کر رہا ہے؟۔

عائشہ نے درود شریف پڑھ کر دعا مانگی تھی۔۔۔

دل انجانے وسوسوں میں گھرا تھا۔

چھٹی حس کسی انہونی کا خدشہ ظاہر کر رہی تھی۔

جج۔۔جی ۔۔جی امی۔۔۔

لڑکھڑائے بوکھلائے پن سے عائشہ نے ماں سے پوچھا تھا

حماد اور اس کے ساتھ بیٹھی لیڈی کو نظر انداز کیا تھا۔

عائشہ !تم ان صاحب کو جانتی ہو؟

ماں کے تفتیشی لہجے پر عائشہ سٹپٹا گئی تھی۔

نن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں۔۔امی۔۔میں ۔۔ان کو ۔۔نہیں جانتی۔۔۔

عائشہ نے صاف انکار کر دیا تھا۔

عائشہ ! پلیز یقین کرو میرا۔۔ میں تم کو بہت چاہتا ہوں۔
تمہارا بہت خیال رکھوں گا۔ تمہیں بہت خوش رکھوں گا۔
مجھے پتہ ہے تم اپنی رسم و رواج سے بغاوت کرنا نہیں چاہتی عائشہ بلیو می۔تم ان رسم و رواجوں کی پاس داری کر کے بھی تہی داماں رہ جاؤ گی۔یہ وڈیروں، شاہوں ، ملکوں کے اصول اور زندگی بہت سخت ہوتی ہے۔ تمھاری تنگ زندگی ،مشقت سے بھری زندگی۔چھوڑ دو یہ سب آؤ چلو میرے ساتھ خوشیاں ہماری منتظر ہیں۔
حماد احمد خان جذب کے عالم میں کہہ رہا تھا۔اس بات سے بے خبر بے نیاز کہ پشت پر عائشہ کا بڑا بھائی احتشام ملک غیض و غضب سے بھن رہا تھا۔
کون ہو تم۔۔؟؟
احتشام ملک نے انتہائی غصے سے حماد کا کالر کھینچ کر اپنی جانب اس کا رخ موڑا تھا۔غصے سے دانت پیسے تھے۔
میں حماد احمد خان ۔بی ۔اے پارٹ ون کا سٹوڈنٹ ہوں۔ہوزری کا بزنس ہے میرا۔میں عائشہ زبیر ملک کو پسند کرتا ہوں۔اور یہاں عائشہ کا رشتہ مانگنے آیا ہوں اپنے لئے۔۔میں عائشہ کو ہمیشہ خوش رکھوں گا۔ ہر طرح سے اس کا خیال رکھوں گا۔میں عائشہ کو بہت خوش رکھوں گا۔
حماد احمد خان بنا کسی خوف خطر ک احتشام ملک کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔
عائشہ کا دل بڑی زوروں سے دھڑک رہا تھا
یا اللہ رحم کر۔۔۔
اے لڑکے تم جو کوئی بھی ہو ہمیں کچھ غرض نہیں ہمارے گھر میں برادری سے باہر رشتہ نہیں کرتے۔ تم ہماری برادری کے نہیں ہو۔سو یہ محبت نامہ بند کرو اور واپس اپنے گھر کا راستہ ناپو۔
احتشام ملک نے اپنے غصے پر قابو پایا لیکن لہجے کو نرم نہیں کر سکے تھے۔

بھائی پڑھے لکھے با شعور ہو کر بھی آپ نے ایسے رسم و رواج کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ جن کا دین اور مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ ختم کریں اس جہالت کو کہ برادری سے باہر رشتہ نہ کرنا عقلمندی نہیں خسارہ ہے۔ برادری میں جوڑ کا بر موجود نہیں تو لڑکی تمام عمر ماں باپ کی چوکھٹ پر بھی گزار دیگی۔۔

حماد احمد غصے اور تلخی سے بولا تھا۔

اے لڑکے ! خاموش! ایک لفظ اور نہ کہنا۔ ہماری رسم و رواج ہماری اقدار ہماری پہچان ہیں۔ ہمیں تم سے کوئی بھی رشتہ نہیں جوڑنا ہے۔ چلتے بنو۔۔۔۔۔۔

احتشام ملک کو شدید اشتعال آچکا تھا حماد کی باتوں پر۔

عائشہ ! تمھیں اپنی زندگی جینے کا پورا حق ہے۔ تم فیصلہ کرو کیا تمھیں میری شریک حیات بننا پسند ہے۔ بناؤ گی مجھے اپنا ہمسفر۔۔۔

حماد عائشہ کے پاس جا کر کھڑا ہوا تھا۔

عائشہ کا دل یک بارگی بڑی زور سے دھڑکا تھا۔

میں بہت ضبط کا مظاہرہ کر رہا ہوں۔ چلے جاؤ یہاں سے عائشہ کو نہیں جوڑنا تم سے کوئی رشتہ کوئی ناطہ، کچھ نہیں۔

احتشام غصے میں بہت آگ بگولہ ہو گئے تھے۔

بھائی نے کیا کہا سنا نہیں چلے جاؤ یہاں سے۔

عائشہ نے غصے سے کہتے ہوئے منہ پھیر لیا تھا۔

عائشہ زندگی کے کسی موڑ پر تمھیں پچھتاوہ ہو گا کہ اک مخلص چاہنے والے کا ہاتھ جھٹکا تم نے۔

حماد دل گرفتہ سا بولا تھا۔

عائشہ اپنے کمرے میں آکر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

محبت کی دیوی مہربان ہوئی تو، تو رسم و رواج کی زنجیروں نے قدم روک لئے۔ اسکی روایات اس کی اقدار نے قدم اٹھانے نہ دیئے وگرنہ کون بندہ بشر ہے جو محبت کی ٹھنڈی آغوش سے محروم

رہنا چاہتا ہے۔

عائشہ تمہاری لگن ،شوق جزبہ دیکھ کر ہم نے تمہیں اعلی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دی اور تم نے کیا کیا۔۔۔۔؟زبیر ملک صاحب شدید غم اور غصے سے بولے تھے۔بابا جان میں نے ،کچھ نہیں کیا۔عائشہ نے نمناک نگاہوں سے باپ کی جانب دیکھا تھا

تو پارسا بی بی۔۔بنا تیرے حوصلہ دیے وہ نوابزادہ اس دہلیز پر آگیا۔اور کیسے بے شرمی کا مظاہرہ کیا کہ تجھے خوش رکھے گا، محبت کرتا ہے۔

احتشام ملک غصے سے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کر رہا تھا۔

بابا جان!میرا بھروسہ کریں میں نے آپکی عزت پر حرف نہیں آنے دیا جس سے میرے باپ یا بھائی کا سر شرم سے جھک جائے۔۔۔۔۔

عائشہ روتے ہوئے اپنی بے گناہی کا ثبوت دے رہی تھی۔عائشہ کی زندگی مان،اعتبار،یقین کی خوبصورت پھولوں سے لدی پھدی شاہراہ سے نکل کر شک کی پر خار جھاڑی دار راہوں پر آ گئی تھی۔عائشہ زاروزار رو ہی تھی۔اک اجنبی آیا اور اسکی ہنستی بستی زندگی کو تاریکیوں کی راہ پر ڈال گیا،شک کے دائرے میں مقید کر گیا۔

معافی تلافی،رونا دھونا کسی چیز کی کوئی سنوائی نہ تھی۔

کل تک جو بھائی لاڈ اٹھاتا تھا آج اس کی نگاہ میں تنفر تھا۔

ماں جو محبت نچھاور کرتی تھی وہ شاکی نگاہیں جمائے تھیں۔

باپ جو اعتبار کرتا تھاوہ بے اعتباری سے دیکھ رہا تھا۔

یکطرفہ محبت نے عائشہ کی زندگی تہ و بالا کر دی تھی۔

عائشہ رو رہی تھی منت سماجت کر رہی تھی لیکن سب کے لبوں خاموشی کا قفل تھا۔

بعض اوقات انسان کچھ نہ کر کے بھی سزا کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

بغیر کسی خطا کے، بنا کسی غلطی کے۔

سزا کا حقدار بن جاتا ہے۔

دل کو درد و غم سے بھر دیتا ہے۔

طنز کے نشتر، شک کی بڑھتی لکیر، بے اعتباری، بد اعتمادی، عائشہ کی قوت گویا سلب کر گئی تھی ۔عائشہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے مفلوج ہو گئی تھی۔

دل تو خیز جذبہِ محبت سے ابھی مکمل طور پر آشنا نہ ہوا تھا کہ بے اعتباری، ماں باپ کی بے جا نفرت سے دل درد کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا تھا۔

محبت تو ہر غم کا مداوہ کرتی ہے۔

محبت ہر دکھ کو سکھ میں بدل دیتی ہے۔

محبت زندگی کے ہر موڑ پر رنگ بدلتی ہے۔

محبت کا ہر رنگ بڑا انوکھا، خوشنما سا ہوتا ہے۔

محبت کے رنگوں سے جب زیست مزین ہوتی ہے تو کلی مانند کھل جاتی ہے۔

عائشہ نے نہ تو اعترافِ محبت کیا تھا نہ ہی محبوب سے میل ملاقات بڑھاتے ہوئے مراسم گہرے کیئے تھے۔

بنا محبت کی لذت چکھے، محبت میں ذلت اٹھانا کتنا درد اوراذیت دیتا ہے کوئی عائشہ کے دل سے پوچھتا۔

ماں باپ کی بے اعتنائی، بھائی کی شاکی اور کاٹ دار نظروں نے عائشہ کے دل کو گہرے درد سے بھر دیا تھا۔

عائشہ پر زندگی تنگ کر دی گئی تھی۔

پڑھائی چھڑوا دی گئی تھی۔

دوستوں سے میل جول قطعیً بند تھا۔

عائشہ اتنی بے رخی کی عادی نہ تھی۔یہ سب اُسکی کی برداشت سے باہر تھا۔

ماں باپ کا تلخ لہجہ اور پر سرد رویہ۔۔۔۔۔۔۔دل اتنے درد سے بھرا تھا کے معمولی سا دل کا دورہ اس کی موت کا سبب بن گیا تھا۔

عائشہ کے دار فانی سے کُوچ کر جانے کے بعد بھی کسی کو بھی اس کی بات کا اعتبار نہ تھا،اُسکی ذات پر بے اعتباری کا ٹیگ لگ چکا تھا،اُسکی پیشانی کو داغدار قرار دے دیا گیا تھا۔

,اُس نے دل کا درد ڈائری میں رقم کیاجو کسی نے پڑھنا گوارا نہ کیا

امائمہ کی آنکھوں سے سیل رواں جاری تھا۔امائمہ کو بن دیکھے اپنی عائشہ پھپھو سے جنون کی حد تک محبت تھی۔

امائمہ اور حورین دونوں بہنیں اپنی پھپھو کے روم کو اپنا روم بنائے ہوئے تھیں۔امائمہ نے عائشہ کی اک اک چیز کو سنبھال سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔

امائمہ کا دل گواہی دیتا تھا کہ عائشہ پھپھو غلط نہ تھیں۔انھوں نے کبھی اپنے ماں باپ کے اعتبار کو خواب میں بھی ٹھیس پہنچانے کا نہیں سوچ سکتی تھیں۔عائشہ پھپھو تو ان لڑکیوں میں سے تھیں جو اپنی حدود سے جھنجھلاتی نہیں ہیں بلکہ جی جان سے ان حدود کو نبھاتی ہیں۔۔اپنی حدود کو اپنے زہن میں اتنا باور کرالیتی ہیں کہ غلطی سے بھی حد متعین سے سرک نہیں پاتیں۔۔

حسن بھائی اب بس تنگ کرنا ترک کر دیں۔۔حورین منت سے بولی تھی

حور! کیا کہہ رہی ہو۔۔۔؟

حسن کی سمجھ میں نہ آیا تھا وہ استفسار کر رہا تھا۔

حسن بھائی آپ اپنی ہونے والی بیوی کو مسجز کرنا چھوڑدیں۔آپکو پتا ہے وہ عائشہ پھپھو کے لیے کتنی دل گرفتا رہتی ہے۔بس اب میں اس کو مزید بلا وجہ پریشان نہیں دیکھ سکتی

حوریں نے صاف انکار کر دیا تھا۔کیونکہ اس سے امائمہ کو پریشان نہیں دیکھا جا رہا تھا۔حورین کو گلٹی فیل ہو رہا تھا کہ وہ اپنی پیاری دوست اور بہن کو اذیت سے دوچار کر رہی ہے۔حسن کے

مذاق میں اسکا ساتھ دیکر۔۔۔۔

امائمہ پاگل ہے یار اس نے ایک بار بھی رپلائی نہیں کیا۔ڈرپوک ہے میری ہونے والی بیگم۔

حسن اپنی شوخی طبیعت کے باعث شوخی سے بولا تھا۔۔غلط سمتوں کا تعین کرنے سے،غلط راستوں کا تعاقب کرنے سے ،اپنی عزت نفس مجروح کرنے سے ،ٹھوکر کھا کر گرنے سے،اپنے بہن بھائی اور والدین کی بے اعتباری کا شکار ہونے سے ،کچھ غلط کر جانے کے بعد پچھتانے سے لڑکی ذات کا ڈر جانا فائدہ مند ہے۔چھوٹی چھوٹی غیر اہم واہم باتوں پر لڑکی کا سہم جانا ہی لڑکی کی عزت کی چادر میں چار چاند لگا دیتا ہے۔حد سے تجاوز کرنے والی لڑکیوں کے مستقبل تاریک ہو جاتے ہیں۔۔

حورین تلخی سے بولی تھی

حور! ہماری شادی ہے بیس دن بعدیونہی اپنی ہونیوالی بیگم سے مذاق کیا تھامجھے علم نہ تھا میرا مذاق اتنی سنجیدگی والا ماحول بنا ڈالے گا۔میں پرسنلی امائمہ سے مل کر اسے اپنے مذاق کا بتا دیتا ہوں۔

حسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔



میں وہ کس طرح سے کروں بیاں
جو کئے گئے ہیں ستم یہاں
سنے کون میری یہ داستاں
کوئی ہم نفس نہ تھے رازداں
جو تھا جھوٹ وہ بنا
سچ یہاں۔۔
نہیں کھولی میں نے مگر زباں

یہ اکیلا پن یہ اُداسیاں

میری ذات ذرہء بے نشاں۔۔

امائمہ کے کمرے میں میں فل والیم میں راحت فتح علی خان کی اواز گونج رہی تھی۔امائمہ عائشہ پھپھو کو یاد کر رہی تھی۔عائشہ پھپھو کی ڈائری میں جگہ جگہ یہ مصرع لکھا تھا

میری ذات ذرہء بے نشان۔۔۔اور پوری نظم ہی مکمل تھی

السلام علیکم!۔امائمہ ڈیئر کزن۔۔ارے فیوچر وائف کیسی ہو؟

تت۔۔۔تم۔۔؟

امائمہ اپنے بیڈ پر اوندھی لیٹی غزل سن رہی تھی۔حسن کی آمد سے بے خبر تھی۔حسن کی آواز پر گھبرا اٹھی تھی۔

اے لڑکی حد ادب۔۔نہ سلام نا دعا۔۔۔

حسن مصنوعی خفگی سے بولا۔

والسلام۔ میں ٹھیک ہوں۔

سلام کا جواب ٹھیک نہیں دیا تم نے۔۔کہاں سے ٹھیک ہو؟؟

اچھا جی وعلیکم السلام۔امائمہ نے چڑ کر تصیح کی تھی۔

اور بے وقوف عورت

عورت۔۔۔عو۔۔۔۔ر۔۔۔۔ت کسے کہا؟؟امائمہ نے نخوت سے ناک پھولائی تھی۔

تم۔۔۔تم عورت۔۔۔

حسن نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے مسکرا کر بولا تھا۔

جی نہیں میں لڑکی ہوں،امائمہ چڑی تھی۔

اک تو تم لڑکیوں کو چھوٹا ہونے کا کریز پتہ نہیں کیوں ہوتا ہے۔30 سال کی ہوگی اور چاہو گی 15 سالہ الھڑ دوشیزہ دِکھو۔

حسن چڑانے سے باز نہ آیا تھا۔

تم نے میرے ارمانوں کی واٹ لگادی کتنے دل اور چاہت سے تم سے نفرت کر رہا تھا، لے کر اک دن بھی رپلائی نہیں کیا، کتنے پیار بھرے میسج کئے تھے، حسن روٹھے پن سے بولا تھا۔

حسن۔۔۔وہ۔۔۔تم۔۔۔۔تم تھے۔۔۔۔۔

امائمہ حیران تھی۔

جی میں ہی تھا تمھارا ہونے والا شوہر۔ حسن ناراضگی سے بولا تھا۔

سارا مزہ کر کرا کر دیا تم نے۔ میرے سب دوستوں کی گرل فرینڈز ہیں، سب کی لو سٹوریز ہیں ۔میں نے سوچا شادی قریب ہے میں بھی کچھ سیٹنگ بنا لوں اپنی ہونے والی بیوی کے ساتھ۔ حسن شرارت بھرے لہجے میں بولا تھا۔

حسن ہمارے گھرانے میں یہ سب نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ سب ہو سکتا تو آج میری معصوم، باکردار، سچی، مخلص وفادار عائشہ پھپھو زندہ ہوتیں۔ امائمہ دل گرفتہ سی بولی تھی۔

یار یہ ہمارے بڑوں کی غلطی ہے۔ اتنی سختی اور پابندی تو ہمارے مذہب میں نہیں جتنے سخت اصول ہماری نام نہاد ذات برادری کے ہیں۔ مجھے تمہاری عائشہ پھپھو بہت عزیز ہیں۔ وہ بے قصور ہوتے ہوئے سزا کی حقدار ٹھہریں۔ حسن کو بھی اپنی برادری کے اصول پسند نہیں تھے۔ وہ پڑھا لکھا ڈیسنٹ سا لڑکا تھا۔ وہ کول مائینڈڈ اور انتہا پسندی سے کوسوں دور تھا۔

حسن! مجھے خوشی ہوئی کہ میں ہی نہیں کڑھتی ان اصول و ضوابط پہ۔۔ تم بھی ان کے خلاف ہو۔ تم میرے خالہ زاد ہو تو جب چاہے مجھ سے ملنے آ سکتے ہو۔ عائشہ پھپھو کو چاہنے ولے حماد صاحب ہمارے ریلیٹو نہیں تھے۔ اس لیے انھیں بے عزت کر کے گھر سے نکل جانے کو کہا گیا۔ کاش عائشہ پھپھو ان دیمک زدہ اصولوں سے بغاوت کرتیں تو آج زندہ ہوتیں۔ خوش و خرم کسی چاہنے والے کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہوتیں۔ یہ اک خلا ہے جو کبھی پر نہیں ہو گا۔ ان کی یاد تا ابد ہمارے دل میں زندہ رہے گی۔

امائمہ سنجیدگی سے رونے لگی تھی۔

امائمہ۔۔بی ریلکس یار۔۔۔ہم اپنی زندگی اس حویلی کے اصولوں سے الگ بنائینگے انشااللہ۔

میری جاب پکی ہو جائے ہم ہمیشہ کے لئے یہ گاؤں یہ حویلی چھوڑ دیں گے۔بھیں بھیں کرتی ان رسم و رواجوں کی پاسداری جن کی تابعداری کر کے بھی،بے گناہ، بے قصور ہو کر بھی انسان کو دار فانی سے کوچ کرنا پڑے یہ رسم و رواج اذیت کے سوا کچھ نہیں،اصول وہ ہوں جو زندگی کو سہل کریں نا کہ کٹھن۔۔۔

حسن کا لہجہ تلخ تھا باتوں سے اعتماد جھلک رہا تھا۔

امائمہ سوچ رہی تھی کہ کیا فائدہ ایسی ریت اور رواج کا جس سے آپ کے بچے بھی آپ کے خلاف ہو جائیں۔۔۔

